ابوارقم انصاری۔ کراچی

نفاذ فقہ جعفریہ کی تحریک

یا نفاذِ اسلام (قرآن و سنّت) کے خلاف مسلح مہم؟

۱۲ر جولائی ۸۵ء کے اخبارات میں وفاقی وزیر داخلہ جناب اسلم خٹک صاحب کا وہ بیان شائع ہوا جو انہوں نے پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا (سینٹ) میں کوئٹہ کے حالیہ واقع پر دیا تھا۔ وزیر داخلہ کے بیان سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ ۶ر جولائی ۸۵ء کو اہلِ تشیع نے "فقہ جعفریہ" کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہوئے مسلح جلوس نکالا اور پولیس پر فائرنگ کی جس نے جوابی کارروائی کی اور اس طرح دونوں جانب سے ۲۲۔ آدمی ہلاک ہو گئے۔

دوسرے یہ کہ اہلِ تشیع کے اس غیر قانونی اقدام میں ایک بیرونی طاقت شریک تھی۔

تیسرے یہ کہ اہلِ تشیع کے اس مسلح اقدام کا کوئی جواز نہ تھا۔ اس لئے ۸۰ء کی محاذ آرائی میں ان کے لیڈر جناب جعفر حسین نے حکومت سے اتفاق کر لیا تھا کہ ملکی قانون میں تو صرف قرآن و سنّت یعنی سنّی مسلک ہی ہو گا۔ مگر شخصی قانون میں شیعہ مسلک پر کوئی پابندی نہ ہو گی۔ سوال یہ ہے کہ مسئلہ طے پانے کے بعد یہ تازہ مسلح مہم کیوں چلائی گئی؟

صحیح صورت حال کے لئے اگر وزیر داخلہ کے مذکورہ بیان کو ماضی کے واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ کوئٹہ میں تازہ مسلح مہم دراصل پاکستان میں جاری کردہ نفاذِ اسلام کے خلاف پرانی سازش ہے۔ جس کو اندرونی اور بیرونی دشمنان مل کر چلا رہے ہیں۔ کوئٹہ کی حالیہ تخریب کاری سے کچھ پہلے سازش کا مرکز کراچی تھا جہاں ۱۵ر اپریل ۸۵ء کو منی بس سے ایک شیعہ لڑکی بشریٰ زیدی ہلاک ہو گئی تھی۔ اس حادثاتی ہلاکت کی آڑ میں شرپسندوں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا اور درجنوں مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ اس سے قبل اسی کراچی میں جنوری ۸۳ء میں مرکزی امام باڑہ لیاقت آباد سے سنّی مسلمانوں پر فائرنگ کی گئی تھی۔ اور تلاشی پر امام باڑے سے اسلحہ برآمد ہوا تھا جس کی تفصیل حکومت کے پریس نوٹ میں بھی بتائی گئی تھی۔ اس سے پہلے جولائی ۸۰ء میں اہلِ تشیع نے اپنا مطالبہ بزورِ قوت منوانے کے لئے ایوانِ صدر کا گھیراؤ کیا تھا۔ لیکن اس وقت صدر ضیاء الحق صاحب کی فراست سے خونین ڈرامہ کھیلا نہ جا سکا۔ اور شیعہ لیڈر جناب جعفر حسین نے حکومت کا مندرجہ بالا فارمولا تسلیم کر لیا تھا۔

۸۰ء سے ۸۵ء تک کے مندرجہ بالا غیر قانونی واقعات کے پس پردہ سازش یہ تھی کہ نفاذِ اسلام (قرآن و سنّت) کو ناکام بنایا جائے جس کا آغاز صدر ضیاء الحق صاحب نے ۷۹ء میں کیا تھا۔ ابتداءً غیر سودی معیشت

سے ہوئی۔ اور پھر نظام زکوٰۃ نافذ کر دیا گیا بس پھر کیا تھا اہل تشیع نے زکوٰۃ کے خلاف ہنگامہ بپا کر دیا۔ حالاں کہ زکوٰۃ نہ صرف اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے بلکہ اس کے ادا نہ کرنے والوں سے اسلامی ریاست جہاد بھی کر سکتی ہے جس کا فیصلہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن وسنت سے فرما دیا تھا اس کے باوجود اہل تشیع نے حکومت پاکستان پر زور ڈال کر خود کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرا لیا۔ اور یوں نفاذ اسلام کو ناکام بنانے کا سلسلہ شروع کر دیا جو ۸۰ء سے آج ۸۵ء تک جاری ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے خلاف یہ مسلسل مہم اور محاذ آرائی کیوں جاری و ساری ہے؟ کیا اہل تشیع مسلمان نہیں ہیں؟ کیا ان کے عقائد کا تعلق اسلام سے نہیں ہے؟ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن وسنّت ہے اور یہ سنّی مسلک بھی ہے۔ پھر یہ کہ دین اسلام میں کلمہ طیبہ، اللہ کی الوہیت، توحید، رسالت، آخرت اور الکتاب (قرآن مجید) مبادیات دین ہیں جن میں نہ کوئی کمی بیشی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی ترمیم و تحریف۔ اسلام کے ان بنیادی اصولوں کی کسوٹی پر شیعہ عقائد کو بآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔ شیعہ عقائد کی تفصیل ان کے بچوں کی مذہبی درسی کتب اور جناب خمینی کی جدید ترین کتابوں سے لے کر ان کی قدیم ترین اور مستند ترین کتاب "الکافی" مصنفہ یعقوب کلینی (۲۵۰ھ تا ۳۲۹ھ) میں موجود ہے۔ ان تمام شیعہ کتب کی تعلیمات اور معتقدات کا نچوڑ اور مختصر خلاصہ درج ہے۔ جو قابل توجہ ہے۔

۱۔ اولین اور اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں کلمہ طیبہ جو اسلام کی بنیاد ہے بدل دیا گیا اور اس میں اضافہ کر کے کلمہ طیبہ کو یوں بنایا گیا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل"

یہ ہے تحریف کردہ شیعہ کلمہ جس کے خط کشیدہ اضافی الفاظ شیعہ اذان میں بھی لئے جاتے ہیں اور جو ہر شخص ہر روز سنتا رہتا ہے۔ اس شیعہ کلمہ و اذان کی تعلیم نہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ اس شیعہ کلمہ سے نہ صرف کلمہ اسلام منسوخ ہو جاتا ہے بلکہ رسالت مآب کا انکار بھی ہو جاتا ہے اس شیعہ کلمہ میں حضرت علی کو خلیفہ رسول بلا فاصلہ بنا کر پہلے تینوں خلفائے راشدین کی نفی بھی کی گئی ہے اور انہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلافت کے غاصب بھی قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امامت مسجد نبوی سونپ کر خلیفہ اول (خلیفہ بلا فصل) کا فیصلہ اور حکم رسالت صادر فرما دیا تھا۔ لہٰذا شیعہ کلمہ کا انکار خلیفہ اول سراسر انکار رسالت ہو جاتا ہے۔ اس میں انکار رسالت بھی ہے۔ انکار خلفائے ثلاثہ بھی ہے اور جملہ صحابہ کرام کا بھی انکار ہے جنہوں نے اپنے ان خلفاء سے بیعت کی تھی۔ مزید برآں جب رسالت پر ہی ایمان نہ رہے تو ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی

ایمان نہیں رہتا ۔ مختصر یہ کہ شیعہ کلمہ نے تمام ذرائع اسلام یعنی خاتم النبیین، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سب کی نفی کر کے خود اسلام ہی کی نفی کر دی ۔ اور اس طرح کلمہ اسلام کو کلمہ کفر میں تبدیل کر دیا ہے ۔

۲۔ کلمہ طیبہ کی طرح قرآن مجید بھی اسلام کی اساس ہے ۔ ہر چند کہ کلمہ طیبہ میں مذکورہ تحریف و ترمیم سے قرآن مجید پر بھی ایمان نہیں رہتا تاہم شیعہ مذہب میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے ۔ اور یہ کہ اصل قرآن تو موجودہ قرآن سے تین گنا ہے ۔ مزید یہ کہ اصل قرآن میں سترہ ہزار آیات ہیں اور جس میں ایک لفظ بھی موجودہ قرآن کا نہیں ہے ۔ پھر یہ کہ اصل قرآن تو "امام غائب" لے کر غائب ہو گیا ہے ۔ اور وہ اسے قرب قیامت لے کر واپس آئے گا ۔ اور پڑھ کر سنائے گا ۔ تو سب کو معلوم ہو جائے گا ۔ کہ اصل قرآن میں موجودہ قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے ۔

۳۔ چونکہ قرآن مجید اور رسالت محمدی (کتاب و سنت) مسلمانوں کے لئے تا قیامت دائمی حجت ہیں ۔ چنانچہ شیعہ مذہب میں ان دونوں ماخذ اسلام کی صرف نفی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان دونوں پر مستقل خط تنسیخ پھیرنے کے لئے ایک دائمی سلسلہ امامت و ہدایت تا قیامت بنایا گیا ۔ اس سلسلہ امامت میں حضرت علیؓ اور دیگر بزرگان اسلام کا نام بطور شیعہ ائمہ ناجائز طور پر استعمال کیا گیا اور پھر ان ائمہ کو نہ صرف یہ کہ انبیاء کی طرح معصوم اور صاحبان وحی قرار دیا گیا ۔ بلکہ انہیں تمام انبیاء و رسل سے افضل بتایا گیا ۔ حد تو یہ ہے کہ ان ائمہ کو ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند و بالا اور ارفع ثابت کرنے کے لئے کہا کہ ائمہ کو ہر ہفتے معراج ہوتی ہے جب کہ خاتم النبیین کو زندگی میں صرف ایک بار معراج ہوئی تھی اور یہ کہ ان کے ائمہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر سکتے ہیں جس میں ان کی اطاعت فرض اور واجب ہے ۔ اس طرح شیعہ مذہب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت تا قیامت پر ائمہ کی بالادستی قائم کی گئی ۔ اور اس کے بعد ائمہ کا رشتہ الوہیت سے جوڑ دیا گیا ۔ مثلاً شیعہ مذہب کے مطابق ائمہ عالم الغیب ہیں، وہ کون و مکان سے پورے واقف ہیں ۔ وہ دنیا اور آخرت کے مالک ہیں ۔ وہ جس کو چاہیں دے دیں اور بخش دیں ۔ یا جس کو چاہیں محروم کر دیں ۔ اور وہ کائنات کے ذرّے ذرّے پر حکمران ہیں ۔
غرضیکہ شیعہ مذہب نے الوہیت الٰہی کا انکار کر کے توحید کو شرک بنا دیا ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کی الوہیت ہو یا کلمہ طیبہ کی صداقت، رسولؐ کی رسالت ہو یا خلفائے راشدین کی خلافت اور قرآن کریم کی ہدایت ہو یا صحابہ کرام کی حقانیت، اہل تشیع نے پورے کے پورے اسلام پر خط تنسیخ پھیر دیا ۔ اسلام کو رد کرنے کے اس منفی طریق کار سے جو مذہبی خلا پیدا ہوا اس کو مثبت طریقے سے پُر کرنے کے لئے ایک نئے مذہب کی ضرورت پڑی ۔ لہذا ایک مذہب ایجاد کر کے اس کا نام "فقہ جعفریہ" رکھ دیا گیا ۔ تاکہ مسلمانوں کو یہ مغالطہ ہو کہ یہ اسلام کا ہی کوئی فقہ اور فرقہ ہے ۔ اس فقہ کا لب لباب آگے موجود ہے ۔

۴۔ فقہ جعفریہ کی اصل بنیاد اصولِ تقیہ (منافقت) ہے فقہ جعفریہ کے بموجب شیعہ مذہب کے نوّے فیصد (۹۰٪) حصہ صرف اس ایک اصول تقیہ پر مشتمل ہے۔ تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ اپنے قول وفعل سے اصل حقائق کے خلاف ظاہر کیا جائے یہاں تک کہ اپنے اصل عقائد کے خلاف بھی عملاً ظاہر کیا جائے تاکہ دوسروں کو دھوکہ دیا جائے چنانچہ اس فقہ یا مذہب کے پیروکار تقیہ کرکے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہوا اس مذہب کا نوے فیصد فریضہ لازم۔

۵۔ بقیہ دس فیصد شیعہ فرائض مشتمل ہیں بقیہ دو اصولوں پر، ایک اصول تبرّا۔ اور دوسرا اصول متعہ: یہاں تبرّا کی حقیقت پیش کی جارہی ہے اور اگلے نکتے میں متعہ بیان کیا جائے گا۔ تبرّا یہ ہے کہ دین اسلام (قرآن وسنت) کے پیروکاروں کے خلاف عداوت رکھنا۔ ان سے نفرت کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا خصوصاً صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرنا اور زبان سے باقاعدہ لعنت وملامت کرنا۔ بالفاظ دیگر تبرّا کا دوسرا نام گالیاں بکنا ہے۔ جس کے لئے شیعہ مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان گالیوں کی نوعیت کا اندازہ چند شیعہ نظریات سے کیا جاسکتا ہے جو بزرگانِ اسلام سے متعلق ہیں۔ مثلاً یہ کہ تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ کافر ومرتد اور جہنمی ولعنتی ہیں۔ یہ کہ کفر سے مراد ابوبکر، فسق سے مراد عمر اور عصیان سے مراد عثمان ہیں۔ یہ کہ عائشہ اور حفصہ (امہات المومنین) منافقہ تھیں۔ یہ کہ ابوبکر کی بیعت سب سے پہلے ابلیس نے کی تھی۔ اور علی نے وہ ہی بیعت بطور تقیہ کی تھی۔ بزرگانِ اسلام کے خلاف شیعہ تبرّا یعنی بغض وعناد اور لعنت وملامت کی انتہا یہ نظریہ وعقیدہ ہے کہ "امام غائب" جب ظاہر ہوں گے تو شیخین (ابوبکر اور عمر) کو قبروں سے نکالیں گے اور زندہ کریں گے پھر ان دونوں کو سزا اور یا سولی پر چڑھائیں گے۔ استغفر اللہ۔ ان چند اشاروں سے ہی اصول تبرا کی گالیوں اور غلاظتوں کی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔

۶۔ تقیہّ اور تبرّا کے بعد وہ آخری اصول جس سے شیعہ مذہب (فقہ جعفریہ) مکمل ہوجاتا ہے وہ ہے اصول متعہ۔ متعہ کا مطلب ہے عارضی مدت کے لئے مرد اور عورت کا باہمی جنسی تعلق، خواہ یہ جنسی تمتع گھنٹہ بھر کا ہو یا چند گھنٹوں کا اور خواہ یہ جنسی تلذذ ایک رات کے لئے ہو یا چند راتوں کے لئے۔ اہل تشیع کے ہاں یہ عمل زنا نہیں۔ اعلیٰ درجے کی عبادت ہے جس کا ثواب یہ ہے کہ جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ حسین کا درجہ پائے۔ جو دومرتبہ کرے وہ حسن کا۔ جو تین بار کرے وہ علی کا۔ اور جو چار مرتبہ متعہ کرے وہ رسول کا درجہ پائے گا۔ استغفر اللہ
تقیہّ اور تبرّا جیسے غیر اخلاقی اصولوں کے بعد یہ ہے وہ غلیظ اصولِ متعہ جس سے شیعہ مذہب تکمیل پاتا ہے
غرضیکہ درج بالا چھ نکات میں وہ شیعہ مذہب مضمر ہے جسے حضرت جعفر صادق کے نام سے منسوب کرکے فقہ جعفریہ بنا دیا گیا ہے۔ اور جس میں حضرت علی کو امام اول ظاہر کیا گیا ہے۔ حالاں کہ مذکورہ خرافات کا تعلق نہ

حضرت علی سے ہے اور نہ حضرت جعفر صادق سے۔ یہ سچ تو یہ ہے کہ ایسی خرافات سے کسی بھی صحیح الدماغ آدمی کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ان لوگوں کی ذہنی اپج ہے جو روز اول سے غلبۂ اسلام کو سبوتاژ کرتے چلے آئے ہیں اور اسلام سے خوف زدہ ہو کر خود اسلام کو ہی مسخ کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا آج بھی انہیں اہل اسلام یعنی قرآن و سنت کا نفاذ گوارا نہیں اور اسی لئے وہ مفسدین کوئٹہ میں مسلح مہم تک جا پہنچے۔ بقول وزیر داخلہ جناب اسلم خٹک صاحب یہ اہل تشیع ملک میں قرآن و سنت (سنی مسلک) سے خائف ہیں تاہم وزیر داخلہ نے بجا طور پر ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی کا سرکاری اعلان فرمایا ہے جو از سر نو شیعہ مسئلہ کا جائزہ لے گی تاکہ نفاذ اسلام کی تکمیل کو یقینی بنایا جا سکے۔ مسئلہ کے مستقل حل کے لئے اس سرکاری کمیٹی کی خدمت میں تین تجاویز حاضر ہیں۔

الف: چونکہ پاکستان کے آئین میں قرآن و سنت (سنی مسلک) ہی ملکی قوانین کی اساس ہے اس لئے اس کے خلاف کوئی بھی مطالبہ اور مہم قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ البتہ شخصی قوانین میں اہل تشیع کو بھی دوسری اقلیتوں کی طرح آزادی دی جائے، بشرطیکہ حکومت پاکستان کے صدارتی آرڈیننس مجریہ ستمبر ۸۰ء برائے تحفظ ناموس صحابہ پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔ اس صدارتی آرڈیننس کی رو سے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام پر کھلم کھلا تبرا ممنوع قرار دیا جائے بلکہ شیعہ اذان بھی (جس میں علی الاعلان حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل کہہ کر خلفائے ثلاثہ کو غاصبین خلافت کہا جاتا ہے) فی الفور ممنوع قرار دی جائے۔ ان پابندیوں کا اطلاق ابلاغ عامہ، مجالس اور جلوسوں پر بھی ہو۔

ب: جہاں تک اہل تشیع کے سیاسی حقوق کا تعلق ہے تو اس کے لئے فیاضی اور فراخ دلی کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہیں پاکستانی آبادی کا صرف دو فیصد ہوتے ہوئے بھی وہ کچھ دے دیا جائے جو شیعہ ایران میں سنی مسلمانوں کی چالیس فیصد آبادی کو آج کل حاصل ہے۔ ایران میں آج کل کوئی سنی مسلمان نہ رکن اسمبلی ہے۔ نہ وزیر ہے۔ نہ گورنر ہے اور نہ ہی کوئی اور کلیدی عہدے پر فائز ہے۔ وہاں تو سنی مسلمانوں کو مسجد بھی بنانے کی اجازت نہیں ہے یہاں تک کہ سب سے بڑے شہر تہران میں ان سنی مسلمانوں کی ایک بھی مسجد اب تک نہیں ہے۔ اس صورت حال کے باوجود پاکستان میں بہتر یہ ہوگا کہ اہل تشیع کے ساتھ فیاضی و فراخدلی سے بڑھ کر احسان کا سلوک کیا جائے۔ یعنی یہ کہ انہیں کلیدی مناصب سے تو فارغ کر دیا جائے مگر اسمبلی میں ان کو دو فیصد نشستیں ضرور دی جائیں۔ اور یہ کہ ان کے موجودہ تمام امام باڑے برقرار رکھے جائیں بشرطیکہ مندرجہ بالا شق (الف) کی جملہ پابندیاں روبہ عمل لائی جائیں اور امام باڑے اسلحہ سے پاک رکھے جائیں۔

(ج) اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کے مطابق جو دولت مند اہل تشیع اور دیگر اقلیتیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں ان سے ڈھائی فیصد فلاح معاشرہ ٹیکس وصول کیا جائے تاکہ وہ بھی اس ملک کو اپنا ہی ملک سمجھیں۔

پاکستان کی اقتصادی ترقی میں
قدم بہ قدم شریک

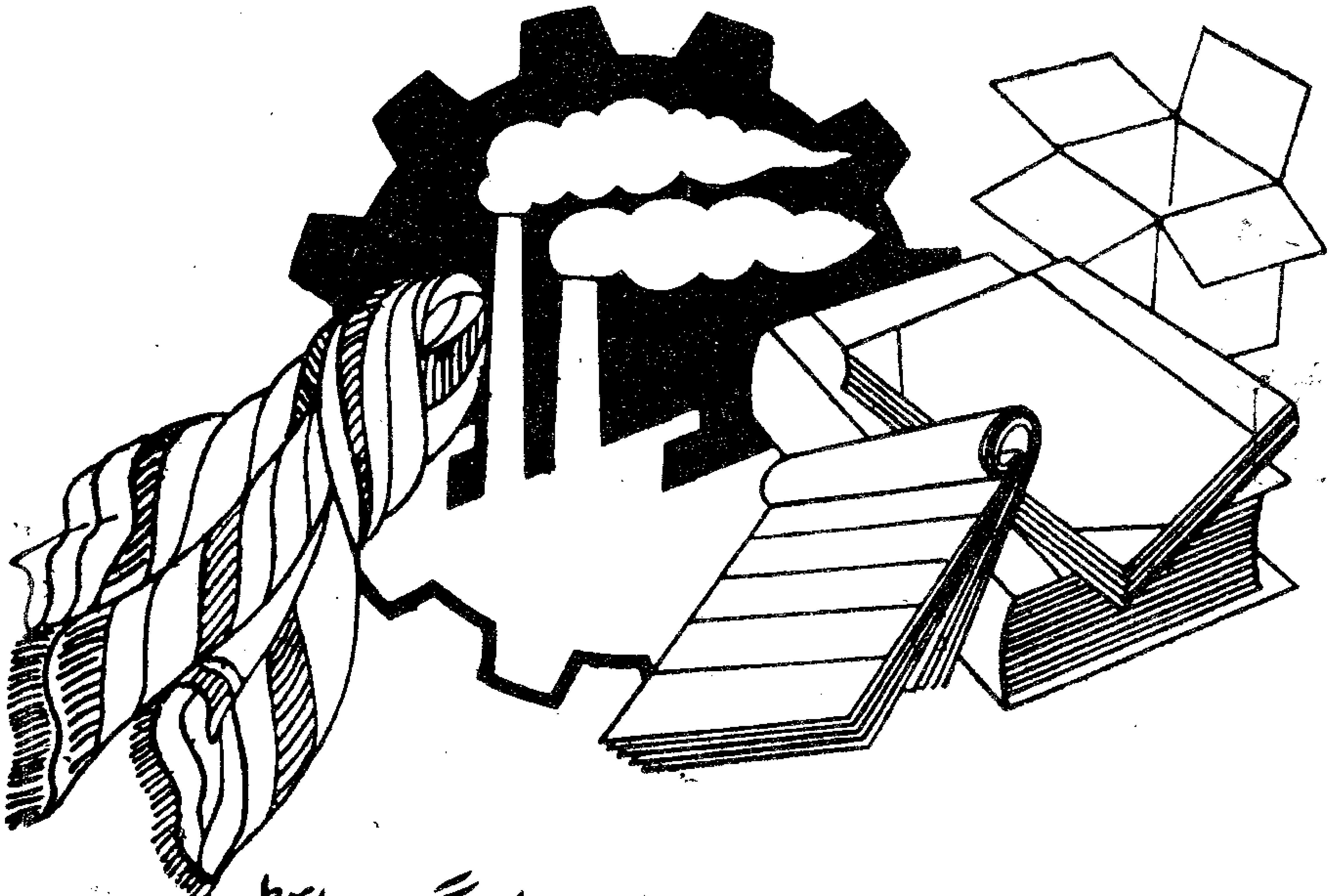

آدمجی کے کاغذ۔ بورڈ اور بلیچنگ پاؤڈر

adamjee

آدمجی پیپر اینڈ بورڈ ملز لمیٹڈ

آدمجی ہاؤس۔ پی۔ او بکس ۴۳۳۲ - آئی۔ آئی چندریگر روڈ۔ کراچی ۲

NATIONAL 46